عارف باللہ
حضرتِ اقدس
مولانا شاہ
حکیم محمد اختر
صاحب
دامت برکاتہم

زیرِ سرپرستی : یادگارِ خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ پوسٹ بکس نمبر 2074 جامع مسجد قدسیہ
بالمقابل چڑیا گھر، شاہراہ قائدِ اعظم لاہور • پوسٹ کوڈ نمبر: 54000 ☎ 042 - 6370371 / 042 - 6373310

ناشر : انجمن احیاءُ السُنّۃ (رجسٹرڈ)

نصیر آباد، باغبانپورہ، لاہور • پوسٹ کوڈ نمبر: 54920 ☎ 042 - 6551774 042 - 6861584

ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب

عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جمع و ترتیب

حضرت مولانا محمد ایوب سورتی
ناظم مجلس دعوۃ الحق برطانیہ

ناشر:

انجمن احیاءُ السُّنّہ (رجسٹرڈ)
نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور۔ پوسٹ کوڈ ۵۴۹۲۰

سلسلۂ اشاعت دعوۃ الحق نمبر ۲۲۵

نام وعظ ـــــــــــــــ ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب

واعظ ـــــــ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جامع، مرتب ـــــــــــــــ سید عشرت جمیل میر

کتابت ـــــــــــــــ محمد علی زاہد

ناشر ـــــــــــــــ انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)، لاہور

اشاعتِ اول ـــــــــــــــ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ

اشاعتِ دوم ـــــــــــــــ

ملنے کے پتے

شعبۂ نشر و اشاعت خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ، اشرف المدارس

گلشنِ اقبال، بلاک نمبر ۲، پوسٹ بکس نمبر: ۱۱۱۸۲، کراچی ۴۷ - فون: ۴۶۱۹۵۸

ڈاک کے ذریعہ مواعظ کی ترسیل صرف ان پتوں سے ہوتی ہے

یادگار خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ ـــــــ پوسٹ بکس نمبر: ۲۰۷۴

جامع مسجد قدسیہ بالمقابل چڑیاگھر لاہور ـــــــ فون: ۶۳۷۰۳۷۱ / ۶۳۷۴۳۱۰

انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور - پوسٹ کوڈ نمبر: ۵۴۹۲۰

فون: ۶۵۵۱۷۷۴ / ۶۸۶۱۵۸۴

نگرانِ اشاعت

ڈاکٹر عبدالمقیم

خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

۳۲، راجپوت بلاک، نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور - فون: ۶۵۵۱۷۷۴/۶۸۶۱۵۸۴

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ

اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّةَ

اے اللہ! تیری خوشی چاہتا ہوں اور جنت

پیش لفظ

مجلس دعوۃ الحق دیو کے ، کے لیے انتہائی خوش نصیبی کا موقع ہے کہ اس کا تیسرا سالانہ اجلاس واجتماع بعنوان "صیانۃ المسلمین" بتاریخ ۴ ستمبر ۱۹۹۴ء بروز اتوار لیسٹر شہر کی جامع مسجد فضیل میں زیر صدارت حضرت مولانا محمد آدم صاحب منعقد کیا گیا جس میں شارح مثنوی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی نے جو پاکستان سے تشریف لائے تھے شرکت فرماکر انتہائی دل نشین و روح پرور وعظ فرمایا۔ اکثر سامعین پر عجیب و غریب رقت و محویت طاری تھی ، بہت سی آنکھیں اشکبار اور قلوب متاثر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت و معرفت کے تذکرہ سے دلوں کو سکون اور آنکھوں کو سرور حاصل ہو رہا تھا۔

اجتماع کے ختم ہونے کے بعد بہت سے احباب اور دوستوں نے اس وعظ کو طبع کرانے اور اس کے نفع کو عام کرنے کی تحریک کی تاکہ جو حضرات اجتماع میں شریک نہ ہو سکے وہ بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد آدم صاحب ، خطیب جامع مسجد لیسٹر نے اس کی طباعت پر زور دے کر فوراً اپنے مخلص احباب کی طرف سے اس کے طبع کرانے کی ذمہ داری قبول فرمالی۔ فجزاہم اللہ خیرا اور اس کا نام ذکر اللہ و اطمینانِ قلب تجویز کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس وعظ کو قبول فرماتے اور جن حضرات نے اس کی نشر و اشاعت اور طباعت میں حصہ لیا ان کو اس کا بہترین بدلہ دُنیا و آخرت میں عطا فرماتے اس طرح اس وعظ کی اشاعت سے صیانۃ المسلمین کے عملی کام کا آغاز ہو رہا ہے۔ والسلام

(مولانا) محمد ایوب عفا اللہ عنہ

ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ○ وَقَالَ تَعَالٰی یَوْمَ لَا یَنْفَعُ
مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ○ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ○

دو آیتیں اس وقت تلاوت کی ہیں۔ پہلی آیت کا ترجمہ ہے کہ اطمینان اور دل کا چین اللہ کی یاد میں ہے مضمون کا پہلا موضوع دل کا چین ہے۔

ہر شخص کی خواہش

ہر شخص دنیا میں اطمینان اور چین چاہتا ہے کوئی ایسا انسان دنیا میں نہیں جو یہ چاہتا ہو کہ میں پریشان رہوں۔ اس مجمع میں کوئی ایسا ہے جو کہ پریشانی چاہتا ہو؟ سو فیصد بین الاقوامی انٹرنیشنل چیز ہے۔ کافر بھی یہ چاہتا ہے کہ میرے دل کو چین ملے غریب بھی یہی چاہتا ہے اور امیر بھی یہی چاہتا ہے کوئی انسان ایسا نہیں بشرطیکہ اس کا دماغ صحیح ہو جو بے چینی چاہتا ہو۔ رعایا بھی یہی چاہتی ہے بادشاہ بھی یہی چاہتا ہے عالم بھی یہی چاہتا ہے غیر عالم بھی یہی چاہتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھے پریشانی میں بڑا مزہ آتا ہے تو آپ اس کو ڈاکٹر صاحب کے ہاں لے جائیں گے کہ بھئی اس کے دماغ کا علاج کرو۔ تو اللہ تعالیٰ

نے بین الاقوامی ضرورت کی چیز بتلادی کہ اے انسانو میں تمہارے دل کا پیدا کرنے والا ہوں اور مجھ سے بہتر تمہارے دل کے چین کا تیل کوئی نہیں جان سکتا۔ جیسے سنگر (Singer) مشین والے کہتے ہیں کہ اگر مشین میں ہمارا بنایا ہوا تیل استعمال کروگے تو اس مشین کی ضمانت اور حفاظت کے ہم ذمہ دار ہیں اور دوسری کمپنی کا تیل ڈالوگے تو ہم ذمہ دار نہیں۔

اللہ کی یاد کا تیل

اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرمادیا کہ اگر ہماری یاد کا تیل دل میں ڈالوگے تو تمہارے دل کے چین کی ضمانت اور کفالت میں کروں گا اور اگر تم نے مجھ کو چھوڑ کر کسی اور سے دل لگایا، سینما، وی سی آر، فلمی گانے سُنے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا نقطۂ آغاز (Zero Point) اللہ تعالیٰ کے عذاب کا نقطۂ آغاز ہے۔ یعنی ابھی گناہ کیا نہیں صرف ارادہ کیا، اسکیم بنا رہا ہے کہ آج کوئی گناہ کا مزہ لیا جائے۔ ارادہ کرتے ہی اس کے دل کی دُنیا اجڑ جاتی ہے۔ آہ ایک بہت بڑے بزرگ الٰہ آباد یوپی کے مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

نیک بندوں کی دُنیا سبحان اللہ! مگر نیک لوگ کون ہیں یہ بھی بتادوں؛ حج عمرہ کرنا ہر وقت تسبیح پڑھنا؟ ابرار کے رجسٹر میں کون داخل ہیں؟

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری (جلد ۱، صفحہ ۱۴۲) میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بیان کی ہے کہ ابرار میں کون لوگ داخل ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک سو بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کی زیارت کرنے والے تابعی ہیں۔ قَدْ رَاٰی مِائَةً وَّعِشْرِیْنَ صَحَابِیًّا اتنے بڑے تابعی ہیں ان کی اماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں نوکرانی تھیں۔ محدثین لکھتے ہیں کہ ان کی اماں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور ہماری ماں حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا کی نوکرانی تھیں۔ جب یہ پیدا ہوئے تو ان کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین اس بچہ کی سنت تحنیک ادا کر دیجئے یعنی کچھ چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیجئے۔ یہ سنت ہے کہ بزرگوں سے یا علماء دین سے تحنیک کروائی جائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کچھ کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈال دی

اسلام کی فتح۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اسلام

محدثین لکھتے ہیں کہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا یہی سبب تھا کہ اتنے بڑے صحابی خلیفۂ دوم جن کے اسلام لانے پر محدثین لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اسلام لائے تو فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت اس خوش خبری میں ایک آیت لایا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ آج سے اللہ تعالےٰ آپ کو کافی ہوگیا اور عمر کے اسلام سے سارے فرشتے آسمان میں خوشیاں منا رہے ہیں۔ قَدِ اسْتَبْشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاِسْلَامِ عُمَرَ (ابنِ ماجہ صفحہ ۱۱) اور یہ آیت نازل ہوئی، یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورہ انفال) اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ آپ کو کافی ہے اور جو ایمان والے آپ کے تابعدار ہیں یہ آپ کو کافی ہیں۔

مجدّدِ زمانہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ آپ کو کافی ہو گیا تو پھر ایمان والوں کے کافی ہونے کا تذکرہ کیوں آیا؟ جب کہ اللہ کا کافی ہونا کافی ہے۔ فرمایا کہ کفایت کی دو قسمیں ہیں ایک کفایت ظاہرہ، ایک کفایت حقیقیہ۔ حقیقتاً تو اللہ کافی ہے لیکن ظاہری طور پر کافروں پر رعب جمانے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام سبب بنا۔ آہ جیسے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے سارے کافر لرزہ براندام ہو گئے اور پہلی نماز کعبہ میں قائم کر دی۔ چالیسویں مسلمان ہیں۔ بیس صحابہ ادھر بیس صحابہ اُدھر اور درمیان میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شمعِ نبوت کو لیے ہوئے پہلی نماز کعبہ میں پڑھی اور جب اسلام لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے خوشی میں ایسا نعرہ لگایا کہ کعبہ تک آواز گئی فرشتوں کو تو خوشی ہے ہی، خود سید الانبیاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اتنے خوش ہوئے کہ زور سے نعرہ مارا اللہ اکبر، یہ خوشی کا نعرہ تھا۔ ایسے شخص نے جس کی تحنیک کی ہو یعنی اپنا لعاب دہن خواجہ حسن بصری کے منہ میں ڈالا ہو اس کے علم کا کیا پوچھنا۔

دو دُعائیں

اور مستزاد یہ کہ دو دعائیں بھی کیں وہ دو دُعائیں مسافر ہونے کی حیثیت سے ہم اپنے لیے اور آپ کے لیے بھی مانگیں گے۔

فِقہ فی الدین

نمبر ایک دُعا تھی اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ اے اللہ اس کو دین کا بہت بڑا عالم محدث فقیہ بنا دے۔ دین کے ساتھ علم۔ اگر دین کی سمجھ نہیں ہے تو اس کا علم کمزور ہو گا۔ اس لیے دُعا فرمائی کہ اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا تفقہ

حضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ خلفا۔ راشدین کے بعد افضل الصحابہ ہیں ان سے کسی شخص نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبۂ جمعہ کھڑے ہو کر دیتے تھے یا بیٹھ کر؟ آپ نے فرمایا کیا تم تلاوت نہیں کرتے ہو۔ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ؕ اے لوگو کیا تم نے میرے رسول کو کھڑا نہیں چھوڑ دیا جب دیکھا کہ کوئی قافلہ غلہ لے کر آ گیا ہے اور تنگدستی کا زمانہ تھا۔ اندازہ لگائیے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کیسی فقہ حاصل تھی، معلوم ہوا کہ آیت تو ہم بھی پڑھ لیتے ہیں مگر اس آیت سے مسئلہ استنباط کر لینا اس کے لیے فقہ چاہیے، دین کی فہم چاہیے جو اہل اللہ کی جوتیاں اٹھانے سے ملتی ہے کتابوں سے علم دین کی کمیت اور مقدار ملتی ہے اور اللہ والوں سے علم کی کیفیت اور اخلاص اور روح ملتی ہے، احسانی کیفیت ملتی ہے۔ مثلاً مغرب کی تین رکعت نماز فرض ہے مگر کیسے پڑھی جاتے کس دردِ دل سے پڑھی جاتے، کن اشکبار آنکھوں سے پڑھی جاتے کس تڑپتے ہوئے دل سے پڑھی جاتے یہ کیفیت اللہ والوں سے ملتی ہے۔ کیفیت کاغذات میں نہیں آسکتی یہ دل سے دل میں منتقل ہوتی ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیکھو اے علما حضرات جو کچھ کتابوں میں پڑھتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ علم نبوت ہے، علم نبوت ایک تو ظاہری ہے لیکن اگر چاہتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور باطن بھی مل جائے تو از سینۂ درویشاں باید جست اللہ والوں کے سینوں سے حاصل کرو، یہ کون کہہ رہا ہے۔ یہ اپنے وقت کا امام بیہقی قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری کا مصنف۔ حضرت مظہر جان جاناں کا خلیفہ ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو امام بیہقی فرماتے تھے۔

مخلوق میں محبوبیت

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو دُعائیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیں۔ ایک فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ کہ ان کو دین کا فقیہ بنا دے۔ وَحَبِّبْهُ إِلَى النَّاسِ اور مخلوق میں اس کو محبوب کر دے، پیارا بنا دے۔ کیونکہ اگر مخلوق میں محبوب نہیں ہے پیارا نہیں ہے تو ہر آدمی اس سے گھبراتا ہے پھر اس سے فقہ متعدی ہوگا؟ فیض دوسروں کو پہنچے گا؟ تو معلوم ہوا کہ علماء دین کو چاہیے کہ اپنے اخلاق میں بلندی پیدا کریں ورنہ ان سے نفع نہیں ہوگا۔ اس لیے حدیث میں ہے کہ اَلتَّوَدُّدُ اِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ جو سب لوگوں سے محبت کر کے سب کو ہموار کر لے اور سب سے محبت کرنا سیکھ لے یہ آدھی عقل ہے۔ التودد باب تفعل ہے اور تفعل میں تکلف کی خاصیت ہوتی ہے یعنی جس سے دل نہیں چاہتا اس سے بھی بہ تکلف محبت کرے۔ یہ حدیث کا لفظ ہے جس کو علماء سمجھتے ہیں ایسے لوگ جن کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں ان کا ایمان بھی کامل ہوتا ہے اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا الخ (ترمذی۔ ابواب الرضاع) کامل ایمان جس کا ہے اس کا اخلاق بھی اچھا ہے۔

آج ہم اس کو کامل اخلاق والا سمجھتے ہیں جو اُوپر سے خوب آئیے آئیے کرے اور اندر سے جائیے جائیے بعد میں جا کر وہی کہتا ہے کہ بہت بے وقوف آدمی ہے میں نے اس کو ایسے ہی الو بنایا ہے۔ دوستو جو اللہ کا مخلص ہے اور اللہ کی مخلوق کا مخلص ہے وہی ولی اللہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی آدمی دعویٰ کرتا ہے کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں اور اس کی اولاد کو ستاتا ہے یا اس کی اولاد کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو بتایئے باپ اس کو دوست بنائے گا؟ تو جو شخص ربانی عبادت میں رات دن مشغول رہے مگر

رب العالمین کی مخلوق کو لڑکی ہو یا لڑکا بُری نظر سے دیکھتا ہے تو آپ بتایئے اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے یا نہیں اور اللہ تعالےٰ ایسے کو ولی بنائے گا ؟ اس لیے دوستو جتنا اخلاص اللہ کے ساتھ ہے اتنا ہی اخلاص مخلوق کے ساتھ بھی ہو۔ ہر کافر کے لیے دُعا کرتے رہو کہ اے اللہ اس کو بھی ایمان دے دے آپ کا بندہ ہے کیوں جہنم میں جائے۔ دردِ دل ہونا چاہیے۔

تو دوستو یہ دو دُعائیں اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ وَحَبِّبْهُ اِلَى النَّاسِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو دیں۔ اب یہ دعا ہم کیسے کریں؟ اللھم فقھنا فی الدین اے اللہ جتنے ہم سب بیٹھے ہیں ہم سب کو فقیہ بنا دے علم کی سمجھ والا بنا دے وحببنا الی الناس اور مخلوق میں ہم کو محبوب کر دے۔

ابرار کون ہیں ؟

اب ابرار کی بات چلی تھی ؎

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

ابرار بندے کون ہیں ؟ اس لیے کہ وعدہ ہے اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ نیک بندے جنت میں جائیں گے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں نقل فرماتے ہیں قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار الذین لا یوذون الذر جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہ دیں

بیویوں پر ظلم

آج جس کو دیکھو بیوی کی پٹائی کر رہا ہے ذرا ذرا سی بات پر لڑ رہا ہے ان کی آہ سے ڈریئے یہ بیویاں اللہ کی بندیاں

بھی ہیں، ان کی اللہ تعالیٰ نے سفارش نازل کی۔ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
اے ایمان والو تم ان بیویوں کو خالی بیویاں مت سمجھو یہ میری بندیاں بھی ہیں ان کے ساتھ
بھلائی سے پیش آؤ اگر کسی کی بیٹی کو کوئی ستا رہا ہے تو آپ بتائیے اس بیٹی کا باپ اس
کو دوست بنائے گا؟ تو اگر ہم اپنی بیویوں کو ستائیں گے تو بیوی کا ابا تو غمگین ہوگا ہی ربا
(یعنی حق تعالیٰ) بھی غضبناک ہوگا کہ یہ میری بندی کو ستا رہا ہے۔ پھر کیا ہوگا اس کا؟
میں اپنا تجربہ بتا رہا ہوں کہ جتنے لوگوں نے اپنی بیویوں کو ستایا اور رلایا اور ٹھنڈی
آہ کھنچوائی، میں نے ان کو دیکھا کہ کسی کو فالج گرا کسی کو کینسر ہوا۔ آنکھوں سے دیکھا ہوا
حال بتا رہا ہوں، چشم دید۔ تنہائی میں آپ ملیں گے تو اور واقعات بھی بتا دوں گا
لیکن اس وقت موقع نہیں ہے اور جس نے اللہ کی ان بندیوں پر رحم کیا وہ اتنا جلد ولی بنا
ہے جس کی حد نہیں۔

حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ (یہ اختر جو آپ سے آج مخاطب ہے، پندرہ سال
ان کی صحبت اٹھائی ہے اور جوانی میں ان سے بیعت ہوا ہوں) فرماتے تھے کہ حضرت
شاہ مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ اتنے نازک طبع تھے کہ اگر بازار سے گذرتے ہوئے کسی
کی چارپائی ٹیڑھی پڑی ہوئی دیکھ لی تو سر میں درد، بادشاہ نے پانی پیا، پیالہ صراحی پر ترچھا
رکھ دیا تو سر میں درد ہوگیا۔ رزائی اوڑھ لی اور سلائی ٹیڑھی ہے تو سر میں درد ہوگیا۔ اتنے
حساس اتنے نازک طبع کو حکم ہو رہا ہے، آسمان سے الہام ہو رہا ہے کہ اے مظہر جانِ جاناں
اگر تم چاہتے ہو کہ تم کو کوئی درجہ اعلیٰ ملے تو ایک بیوہ عورت ہے زبان کی کڑوی ہے مگر
دل کی اچھی ہے اس سے شادی کر لو۔ تلاوت، نماز وغیرہ کی پابند ہے مگر زبان کی کڑوی

ہے۔ غصہ برداشت نہیں ہوتا ہے اس سے شادی کرلو، اب صبح شام ان کو تمغہ مل رہا ہے ہر وقت کڑوی کڑوی باتیں سن رہے ہیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی مجھ کو لوگ کڑوی کڑوی باتیں لکھتے ہیں تو جتنے لوگ مجھ کو مجدد الملت اور حکیم الامت کہتے ہیں اس کا جتنا نشہ ہوتا ہے وہ ان خطوط سے اتر جاتا ہے۔ تو جب مخلوق کا کوئی بدتمیزی کا خط آتا ہے تو میں اسے کونین سمجھتا ہوں اور اس کونین کی بدولت دولتِ کونین پا جاتا ہوں۔ کونین کڑوی ہوتی ہے لیکن اس کی برکت سے دولت کونین ملتی ہے کبر سے اور بڑائی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ تو ہماری نسبت مع اللہ کے چاند میں عجب اور کبر کے بادلوں کا کبھی گرہن نہیں لگتا۔ ہمیشہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہمارے دلوں میں روشن رہتا ہے۔

بھلے ایام

تو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے لیے غیب سے انتظام کرتے ہیں۔ حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے لیے غیب سے انتظام کیا ؎

حُسن کا انتظام ہوتا ہے
عِشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

سارا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے جس کو وہ چاہتے ہیں وہی اللہ کا ولی بنتا ہے ایک بہت بڑے ولی کا شعر سُناتا ہوں ؎

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اے دوستو سن لو جس کے دن اچھے ہونے ہوتے ہیں جس کی قسمت اچھی ہونی ہوتی ہے تو اسے اپنا بنانے کے راستے وہ خود ہی بتلاتے ہیں ؎

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

جب اللہ اپنا بناتا ہے تو بال بال سے ان کی آواز سنائی دیتی ہے ؎

ہر بُن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

جتنے بال ہوتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہر بال سے اللہ تعالیٰ بلا رہا ہے، ہمیں پیار کر رہا ہے، اپنا بنا رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو حضرت مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کا انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو۔ صبح شام تلخ باتیں سُن رہے ہیں ایک کابلی افغانی شاگرد نے کہا کہ حضرت اتنی کڑوی مزاج کی عورت سے شادی کیوں کی آپ نے ؟ آپ اتنے نازک طبع کہ بادشاہ کو ترچھا پیالہ رکھنے پر ڈانٹ دیا اور بادشاہ کے خادم کو رد کر دیا کہ جب تمہارا یہ حال ہے تو تمہارے خادم کا کیا حال ہوگا!

فرمایا سنو! اسی بیوی کی کڑوی کڑوی باتوں سے مظہر جان جاناں کو اللہ تعالیٰ نے اتنا اونچا مقام عطا فرمایا کہ سارے عالم میں میرا ڈنکا پٹ چکا کہ میرے ہی سلسلہ میں علامہ سید محمود بغدادی آلوسی تفسیر روح المعانی کے مصنف اور علامہ شامی نے بیعت کی ہے مولانا خالد کردی کے ہاتھ پر جو کرد کے رہنے والے تھے اور خلیفہ تھے شاہ غلام علی کے اور شاہ غلام علی خلیفہ تھے مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے تو یہ شامی جیسی فقہ کی عظیم کتاب اور تفسیر روح المعانی جیسی عظیم کتاب کے مصنفین سلسلہ مظہریہ میں داخل ہوئے اور شاہ ابوالحسن خرقانی کی بیوی بڑی ہی تند مزاج تھیں لیکن وہ برداشت

کرتے تھے کہ اللہ کی بندی ہے۔ آپ یہ بتائیے کسی کا داماد ہر وقت اس کی بیٹی سے تنگ ہو اور بیٹی حسن میں بھی کم ہو اور داماد بہت حسین ہو اور بیوی حسن میں کم تر اور اخلاق میں بھی کم تر، کڑوی ہو۔ لیکن وہ سوچتا ہے کہ میرے دوست کی بیٹی ہے اور نباہ دیتا ہے۔ آپ بتائیے کہ لڑکی کا باپ اس کے بارے میں کیا سوچے گا کہ آہ میرا داماد فرشتہ ہے دل چاہے گا کہ کوئی بلڈنگ اس کو دے دوں کوئی زمین اس کو دے دوں۔ اللہ تعالیٰ کی ان بندیوں کے بارے میں یہی سوچئے۔ اگر کوئی مرد زیادہ حسین ہے بیوی کم تر ہے تو اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ اللہ کی بندی سمجھ کر۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی ایسا انعام ملے گا کہ سو برس کے تہجد سے وہ مقام نہیں مل سکتا۔

اب ان ہی شاہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بڑے عارف باللہ بزرگ ہیں ہر وقت اپنی بیوی کی طرف سے تلخ باتوں کو برداشت کرتے تھے کہ یہ میرے اللہ کی بندی ہے اگر میں طلاق دیتا ہوں تو کسی اور کو ستائے گی، لہٰذا مجھ کو ہی ستالے۔ میرے کسی مسلمان بھائی کو نہ ستائے۔ یہ اللہ کی بندی ہے اگر میری بیٹی بھی ایسی ہوتی تو میں یہی چاہتا کہ میرا داماد اچھا سلوک کرے تو آپ کی بیویاں بھی کسی کی بیٹیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندیاں ہیں میں بہت درد دل سے کہتا ہوں کہ جتنے اچھے اخلاق سے پیش آئیں گے اللہ تعالیٰ کی اتنی ہی رحمت اُترے گی۔

نمک تیز ہونے پر مغفرت

حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ ایک شخص کی بیوی سے کھانے میں نمک سخت تیز ہو گیا کھایا نہیں گیا فاقہ سے سو گیا اور آسمان کی طرف دیکھا اور اللہ تعالے سے معاملہ کر لیا کہ اے اللہ یہ میری بیوی تیری بندی ہے آج اس سے نمک تیز ہو گیا ہے اس نے ہمیشہ خدمت کی ہے میں آپ کے لیے اس کو معاف کرتا ہوں۔ قیامت کے دن مجھے بھی معاف کر دینا۔ جب انتقال ہُوا تو ایک ولی اللہ نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ بھائی تیرا کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالے نے حساب کیا اور فرمایا کہ تمہارے بہت سے گناہ بھی ہیں میں تم کو دوزخ میں قانون کی رو سے ڈال سکتا ہوں لیکن تم نے ہماری بندی پر رحم کیا تھا اور اس کی خطا کو معاف کیا تھا تم نے ایک خطا معاف کی نمک تیز ہونے کی اسکی برکت سے میں تمہاری زندگی بھر کی خطائیں معاف کرتا ہوں۔ کیوں کہ اللہ تعالے کو اپنی بندیوں سے تعلق بھی ہے جہاں بندوں سے تعلق ہے وہیں پر بندیوں سے بھی ہے۔ اکثر بے کس ہوتی ہیں۔ ماں باپ سے دور ہوتی ہیں، اپنے بھائیوں سے دور ہوتی ہیں، ساری زندگی ہمارے لیے وقف کر دیتی ہیں۔ پالتا کوئی ہے اور فائدہ کوئی اور اٹھاتا ہے۔ بس قانون ہے اللہ کا۔ اس قانون سے فائدہ اٹھانا ہے۔

ایک حدیث

مگران کی خطاؤں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ بیویاں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔ ان استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۷۹) اگر ان سے فائدہ اٹھانا ہے تو ان کی ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اٹھالو۔ بتاؤ ہماری یا تمہاری پسلی سیدھی ہے یا ٹیڑھی؟ ٹیڑھی ہے تو کیا آپ کسی ہسپتال میں ایڈمٹ ہوتے ہیں اس کو ٹھیک اور درست کرانے کے لیے؟ ڈاکٹر سے کبھی درخواست کی؟ تو حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کا علم نبوت دیکھو کیا شان نبوت ہے کس انداز سے سمجھا رہے ہیں کہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہو رہے ہو اگر بیوی بھی ایسی مل جائے تو اسے برداشت کر لو۔

اِنْ اَقَمْتَهَا کَسَرْتَهَا اور اگر سیدھی کرو گے تو توڑ دو گے یہ بخاری شریف کی روایت ہے توڑ دو گے یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی دو خاندان تباہ ہو جائیں گے خاندان میں آگ لگ جائے گی۔ چھوٹے چھوٹے بچے روئیں گے کہ میرے ابو کو کیا ہو گیا کہ میری اماں کو طلاق دے دی اور اگر تم نے گذار دیا تو گذر جائے گی اور اس میں سے جو اولاد پیدا ہو گی ان میں اگر کوئی عالم، حافظ قاری ہو گیا تو قیامت کے دن ان شاءَ اللہ جنت بھی پاؤ گے۔ دنیا تو مزے دار گذرے گی ہی جنت بھی پا جاؤ گے۔

فوائدِ حدیث

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی اس حدیث کی جو شرح لکھی ہے اس میں وہ فرماتے ہیں فیہ تعلیم للاحسان الی النساء کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو تعلیم دی ہے وہ عورتوں کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آنے کی ہے والرفق بھن اور بیویوں کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ والصبر علی عوج اخلاقھن اور ان کے ٹیڑھے پن پر صبر سے کام لو۔ کیوں ؟ لاحتمال ضعف عقولھن کیونکہ ان کی عقلیں تھوڑی ہوتی ہیں۔ عقل تو آدھی ہے مگر ایک حدیث اور سن لیجئے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورتیں آدھی عقل کی تو ہیں لیکن جو نامحرم ہیں وہ ان کو نہ دیکھیں کیونکہ پوری عقل والوں کی عقل اڑا لے جاتی ہیں۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۴۴) یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ہیں تو آدھی عقل کی لیکن اگر آنکھ سے آنکھ ملائی جائے چاہے وہ ائرپورٹ لندن ہو یا ائرپورٹ فرانس ہو تو عقل اُڑ جائے گی۔

نظر کی حفاظت

نظر کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ لونڈ دو دیکھ تو لو اس میں کیا حرج ہے اور ایک صاحب نے تو غضب کر دیا حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ ہم تو ان حسینوں کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل کرتے ہیں کہ واہ رے میرے اللہ کیا شان ہے آپ کی۔ ایسے ایسے حسین آئینے پیدا کر دیئے۔ یہ تو آئینۂ جمال خداوندی ہیں کون ان کو دیکھنے کو منع کرتا ہے تو حضرت نے ان کو جواب میں لکھا کہ بے شک یہ آئینۂ جمال خداوندی ہیں لیکن آئینہ کی دو قسمیں ہیں ؛

آتشی آئینہ

آئینہ ایک شیشہ کا ہوتا ہے اور ایک آتشی۔ آتشی آئینہ میں دوسری طرف چیز جل جاتی ہے۔ آگ لگ جاتی ہے یہ حسین آئینے تو ہیں لیکن آتشی آئینے ہیں تمہارا ایمان جل کر خاک ہو جائے گا اور صحت بھی خراب ہو جائے گی اور پاگل بھی ہو جاؤ گے۔ دماغ صحیح نہیں رہے گا۔ اس لیے بخاری شریف میں ہے کہ ؛

نظر پڑنا اور پڑانا

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نامحرموں پر نظر ڈالتا ہے آنکھوں کا زنا ہے۔ لوگ اس کو معمولی چیز سمجھتے ہیں لیکن دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو آنکھوں کا زنا فرما رہے ہیں۔ راستہ چلتے، ایک تو نظر پڑ جانا ہے اور ایک نظر ڈالنا ہے۔ ایک پڑنا ہے اور ایک پڑانا ہے۔ میں سادی اردو بول رہا ہوں۔ پڑنا معاف ہے لیکن پڑانا اور ایک سیکنڈ ٹھہرانا حرام ہے۔ فَزِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ۔ بدنظری آنکھوں کا زنا ہے۔ (بخاری کتاب الاستیذان) ...

واقعہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

بات چل رہی تھی شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی - ان کا ایک مرید ہزاروں میل چل کر ان کے پاس پہنچا اور گھر جا کر پوچھا کہ حضرت ہیں ؟ بیوی نے کہا کیسے حضرت؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ کیسے حضرت ہیں! ہمارے پاس تو رہتے ہیں ان کا سارا کھیل کود ہم جانتے ہیں کچھ نہیں حضرت وضرت - وہ بے چارہ مرید رونے لگا کہ ہزاروں میل سے آیا ہوں لیکن اس نے تو میری عقیدت میں دھکا مار دیا - روتا ہوا گیا - محلہ والوں نے دیکھا تو کہا وہ بڑے اولیاء اللہ ہیں بیوی کی تکلیفوں پر صبر سے اللہ نے ان کو بڑا مقام دیا ہے - جاؤ جنگل میں ان کے مقام کا پتہ چلے گا - اب وہ مرید جنگل میں گیا تو دیکھا شیر پر بیٹھے آرہے ہیں - کیا شیر پر بیٹھ سکتا ہے کوئی یہ کرامت تھی - شیر پر بیٹھے ہیں اور لکڑیاں کاٹ کر گٹھر باندھ کر اس کے کمر پر رکھا ہے اور جب شیر چلنے میں گڑبڑ کرتا ہے تو سانپ کے کوڑے سے اس کی پٹائی کرتے ہیں - مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ساری دُنیا تسلیم کرتی ہے انہوں نے مثنوی میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے - اور میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب اس واقعہ کو بیان کرتے تھے تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شعر کو بڑے عجیب انداز میں پڑھتے تھے جو مولانا نے اس واقعہ کے آخر میں بیان کیا ہے - میں اس شعر کو سنانا چاہتا ہوں جب اس مرید نے کہا حضرت ! میں تو آپ کے گھر گیا تھا بہت پریشان ہو کر آیا - فرمایا کہ میں سمجھ گیا - سنو اسی بیوی کی تکلیف اٹھانے سے جو اللہ کے لیے اٹھا رہا ہوں اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس شیر کو میرا غلام بنا دیا - یہ کرامت اسی بیوی کی تکلیف پر صبر کرنے سے ملی ہے کہ اللہ کی بندی ہے یہ سوچ کر برداشت کرتا ہوں آہ شعر سنئے

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کے کشیدے شیرِ نر بے گارِ من

اگر میرا صبر بیوی کی تکلیف کو برداشت نہ کرتا تو یہ شیر میری بیگاری اور غلامی کرتا؟ یہ انعام بیوی کے صبر پر ملا۔

اس سے قبل بات چل رہی تھی کہ ابرار بندے کون ہیں۔ ابرار کی تفسیر کیا ہے؟

واقعہ شاہ ابرار الحق صاحب

میرے شیخ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک جگہ وضو کیا پھر وہاں سے اُٹھ کر دوسری جگہ چلے گئے۔ پھر تیسری جگہ چلے گئے۔ وہاں جاکر وضو مکمل کیا کسی نے عرض کیا کہ حضرت کیا ہو گیا آپ نے جگہ جگہ وضو کیوں کیا۔ فرمایا جہاں وضو کرتا ہوں وہاں چیونٹیوں کا مرکز ملتا ہے۔ ان کی آپس میں رشتہ داری ہوتی ہے اگر پانی کے دھارے سے یہ رشتہ داری ٹوٹ گئی کوئی ادھر بہہ گئی کوئی اُدھر تو میرا دل زخمی ہوتا ہے کہ یہ چیونٹیاں بھی اللہ کی مخلوق ہیں میں انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ اب خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سُنئے کہ قال الحسن البصری فی تفسیر الابرار الذین لا یوذون الذر جو چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے ہاں میرا مرشد ابرار بھی ایسا ہی ہے۔ شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کو دیکھئے کہ چیونٹیوں کو بھی تکلیف نہیں دیتے اور آج خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پر میرے شیخ کا مقام دیکھئے۔

گناہوں سے ناخوشی

ولا یرضون الشر اور جو کسی گناہ سے خوش نہیں ہوتے۔ اگر کسی گناہ سے دل میں حرام خوشی آگئی تو اللہ تعالیٰ سے اس مضمون میں دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا آپ کی ناخوشی

کی راہ سے ہم نے جو حرام خوشی حاصل کی ہم اس خوشی سے توبہ کرتے ہیں کیونکہ میری بندگی کی شرافت کے خلاف ہے کہ میں آپ کو ناخوش کر کے گناہوں سے حرام خوشیاں استیراد کروں، امپورٹ کروں۔ اس لیے ہماری ان تمام خوشیوں کو معاف کر دیجیے جو ہم نے گناہ کر کے حاصل کیں۔ ایسی خوشیوں کو آگ لگا دو جو گناہ سے حاصل ہوں۔ مولانا شاہ محمد احمد صاحب فرماتے ہیں۔

خوشی کو آگ لگا دی خوشی خوشی ہم نے

ایک دُعا سکھا رہا ہوں روزانہ ہم لوگ دُعا کریں کہ اے خدا ایسا ایمان و یقین عطا فرما کہ ہماری زندگی کی ہر سانس آپ پر قربان ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔ یہ ایمان اولیاء صدیقین کا ہے اللہ سے مانگو اللہ کریم ہے بغیر استحقاق و صلاحیت دیتا ہے یہ نہ دیکھو کہ ہم اس قابل نہیں، مانگتے بڑھیا چیز، نسبت اولیاء صدیقین مانگئے اس لیے کہ سب سے بڑا درجہ اولیاء صدیقین کا ہے۔

صدیق کی تین تعریف

علامہ آلوسی نے صدیق کی تین تعریف کی ہے۔ صدیق کا ایمان کیسا ہوتا ہے حضرت ابوبکر صدیق تو صدیق تھے ہی اور ان جیسا صدیق اب کوئی نہیں ہو سکتا لیکن اور بھی صدیق ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جمع نازل فرمایا والصدیقین تو صدیق کی تین تعریف ہے (۱) الذی لا یخالف قالہ حالہ جس کا قال اور حال برابر ہو۔ (۲) الذی لا یتغیر ظاھرہ من باطنہ جس کا باطنی ایمان اتنا قوی ہو کہ لندن اور جرمن، جاپان جہاں بھی جاتے اللہ کا نام بلند کرتا رہے کہیں مرعوب نہ ہو کسی ماحول سے متاثر نہ ہو اور (۳) الذی یبذل الکونین فی رضاء

محبوبہ جو دونوں جہان خدا پر فدا کر دے۔

ایک اشکال اور جواب

جب میں نے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تفسیر بیان کی تو ایک عالم نے پوچھا کہ میں دنیا تو اللہ پر فدا کرنا چاہتا ہوں لیکن آخرت کیسے فدا کروں؟ آپ تو دونوں جہان دینے کو بتا رہے ہیں۔ میں نے کہا ہاں دونوں جہان اس طرح دے سکتے ہیں کہ اللہ کی جنت کو درجۂ ثانیہ کر دیجئے یعنی جو کام کیجئے اس میں نیت یہ کیجئے کہ اے اللہ آپ خوش ہو جائیے اور جنت کو درجۂ ثانیہ کر دیجئے کہ اے اللہ جنت بھی چاہتا ہوں مگر آپ کی خوشی کے لیے روزہ، نماز کرتا ہوں اور جب گناہ سے بچیں تو کہیے اے اللہ تیری ناراضگی سے بچنے کے لیے میں گناہ سے بچ رہا ہوں اور جہنم سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ اس کا تحمل نہیں ہے جہنم کو درجۂ ثانیہ میں کر دیجئے۔ یہ بات میں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حاصل کی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ (مسند شافعی ص ۱۲۳)

اے اللہ تیری خوشی چاہتا ہوں اور جنت۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو درجۂ ثانیہ میں کیا یا نہیں؟ جس نے یہ درجہ حاصل کر لیا اس نے گویا جنت کو بھی اللہ پر فدا کر دیا۔ آخرت کو بھی فدا کر دیا اور اللہ تعالےٰ کریم ہے آپ اللہ تعالےٰ سے بڑی چیز مانگئے چھوٹی ولایت و بزرگی نہیں بڑی ولایت مانگئے۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تو بڑی چیز بھی

چھوٹی ہے۔

جنازہ کی تین قسمیں

دوستو ایک دن انتقال ہونا ہے کیوں بھائی! اس میں کسی کو شک ہے؟ جنازہ قبر میں اترنا ہے یا کسی کو اس میں شک ہے؟ جنازہ جب اترے گا تو تین قسمیں ہو جائیں گی۔ ۱. ایک رجسٹر کافروں کا ہوگا۔ ۲. گنہگار مسلمانوں کا۔ اس کا نام ہے مسلمان فاسق۔ نافرمان مسلمان۔ ۳. متقی مسلمان، مومن ولی اللہ۔ ان تین رجسٹروں کے علاوہ چوتھا نہیں ہوگا۔ بتائیے آپ کس رجسٹر میں جانا چاہتے ہیں؟ (حاضرین نے کہا مومن ولی اللہ بن کر) کیونکہ دنیا میں دوبارہ آنا نہیں ہے جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور لوٹ کر پھر کبھی نہ آنا ایسی دُنیا سے دل کا کیا لگانا۔ آپ بتائیے کوئی یہاں لوٹ کر آیا ہے۔ اس لیے دوستو ایک ہی دفعہ جب آئے ہیں تو کیوں نہ ولی اللہ بن کر جائیں تاکہ وہاں جاکر بڑی عزت سے رہیں اور کیوں صاحب پردیس میں اگر کوئی رئیس ہے تو وطن میں بھنگی اور فقیر رہنا چاہتا ہے؟ جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہ اپنا دیس اور وطن ہے ہر عقلمند آدمی اپنے وطن کی زندگی کو بناتا ہے۔

ایک بزرگ کی نصیحت

ایک بزرگ سے کسی نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت کر دیجئے فرمایا کہ دو جملوں میں پورا دین پیش کر دیتا ہوں۔ ۱ عمل فی الدنیا بقدر مقامك فیها دنیا کے لیے اتنی محنت کرو جتنا یہاں رہنا ہے۔ وا عمل للاخرۃ بقدر مقامك فیها آخرت کے لیے اتنی محنت کرو جتنا وہاں رہنا ہے۔ بتائیے اس میں پورا دین ہے یا نہیں؟ اب اگر دونوں زندگی کا کوئی بیلنس نہ نکالے ہر وقت کماتا رہے تو بتادوں وہ

کیا بن جائے گا ؟ ایک صاحب نے مجھ سے کہا میں ایک فیکٹری اور کھولنا چاہتا ہوں میں نے کہا جب زیادہ کمانا ہوگا تو پھر میرے پاس کم آنا ہوگا اور دین کمزور ہو جائے گا۔اتنا کماؤ جس سے عزت سے رہ لو اور جو دونوں زندگی کا بیلنس نہیں نکالتا اور رات دن دُنیا میں پھنسا ہوا ہے تو بیلنس میں ایک لفظ بیل ہے یا نہیں بتاؤ تو یہ سمجھ لو کہ یہ بیل ہے انسان نہیں ہے کہ وطن کو خراب کر رہا ہے اور چند روزکی تعمیر میں لگا ہوا ہے ۔

خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر

خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ میرے شیخ کے ساتھ لکھنؤ میں سفر کر رہے تھے تو لکھنؤ سجایا جا رہا تھا۔ انگریزوں کی حکومت میں وائسرائے کی آمد پر سارا لکھنؤ سجایا گیا تھا تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت! ابھی ابھی ایک شعر بن گیا ہے ؎

رنگ رلیوں پہ زمانہ کی نہ جانا اے دِل
یہ خزاں ہے جو بانداز بہار آتی ہے

تو میں نے عرض کیا تھا کہ اطمینان اور چین کہاں ملتا ہے ؟ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دل کا اطمینان صرف میری ہی یاد سے ملیگا مگر یاد سے کیا مُراد ہے ؟

ذکر کی دو قسمیں

ذکر کی دو قسمیں ہیں ۔ یادِ مثبت ، یادِ منفی ۔ جب شریعت کا حکم ہو نماز کا تو نماز پڑھو ، روزہ کا تو روزہ رکھو ، زکوٰۃ کا تو زکوٰۃ دو ، حج کا تو حج کرو اس کا نام ذکرِ مثبت ہے لیکن جب لڑکیاں سامنے آجائیں اب ذکرِ منفی کرنا پڑے گا یعنی ان کو نہ دیکھو اس وقت نہ دیکھنا ذکر ہے ورنہ یہ ذکر نہیں کہ دیکھتے بھی رہو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی پڑھتے رہو ۔ ایسا لاحول

خود ہمارے اوپر لاحول پڑھتا ہے ۔ ارے مولانا دیکھتے نا کیسی ٹانگ کھلی ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ ٹانگ دیکھتے بھی جارہے ہیں اور شیطان ان کو ٹانگ بھی رہا ہے یہ کون سالاحول ہے پہلے نظر کو ہٹاؤ پھر اللہ تعالیٰ سے کہو کہ اے اللہ میری نظر نے اگر ایک ذرہ حرام لذت حاصل کر لی تو ہم اس سے معافی کے خواستگار ہیں ۔ توبہ سے کام بنے گا ۔ ایسے شہروں میں بغیر توبہ کے کوئی چارہ نہیں ۔

علامہ اسفرائینی کی دُعا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد علامہ اسفرائینی نے سات چکر طواف کے بعد دُعا کی کہ اے اللہ مجھے معصوم کر دیجئے کبھی مجھ سے گناہ نہ ہو ۔ بیس برس تک یہ دُعا مانگی ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ایک دن طواف کر رہے تھے کعبہ سے آواز آئی کہ اے اسفرائینی استاد غزالی ! تو کیوں یہ چاہتا ہے کہ مجھ سے کوئی خطا نہ ہو میری محبوبیت کے دو دروازے ہیں ۔

محبوبیت کے دو دروازے

ا ۔ میں متقی بندوں کو محبوب رکھتا ہوں ۔ ۲ ۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ اور توبہ کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہوں تو جب میں نے اپنی مقبولیت کی دو کھڑکیاں بنائی ہیں تو تو ایک ہی کھڑکی سے کیوں آنا چاہتا ہے ۔ اگر تقویٰ کی کھڑکی سے نہیں آسکتا تو توبہ کی کھڑکی سے آجا ۔ یعنی خطا کرو تو نہیں لیکن اگر خطا ہو جائے تو دو رکعت توبہ کی پڑھ کر رونا شروع کر دو ۔ اتنا قرب بڑھے گا کہ جس کی حد نہیں ۔ ندامت اور توبہ سے وہ قرب ملتا ہے کہ فرشتوں کو بھی وہ قرب نصیب نہیں کیونکہ فرشتوں کو قرب عبادت حاصل ہے لیکن انسانوں میں اولیاء اللہ کو دو قرب

نصیب ہیں۔ قرب عبادت اور قرب ندامت۔ جس کو مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں ؎

کبھی طاعتوں کا سرور ہے کبھی اعتراف قصور ہے
ہے ملک کو جس کی نہیں خبر وہ حضور میرا حضور ہے

اولیاء کا مقام

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولیاء کے ذکر کا اور اولیاء اللہ کا اتنا اونچا مقام ہے کہ فرشتے ان کا ذکر سننے آتے ہیں گھیر لیتے ہیں۔ گناہ گاروں کے ذکر کو سننے کے لیے فرشتے اپنا ذکر چھوڑ کر آتے ہیں۔ کیوں صاحب! کسی کی دال روٹی پر کوئی بریانی والا آئے گا؟ ان کو ہمارا ذکر بریانی معلوم ہوتا ہے اور ہمارے ذکر کے مقابلے میں ان کو اپنا ذکر کمتر معلوم ہوتا ہے جس کی دو وجہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہیں فتح الباری شرح بخاری میں کہ فرشتے یہ دیکھتے ہیں کہ یا اللہ یہ جتنے انسان مومن ہیں یہ بغیر دیکھے تجھ کو یاد کر رہے ہیں اور ہم تجھ کو دیکھ کر یاد کر رہے ہیں تو جو ذکر عالم شہادت کا ہوتا ہے اس سے ذکر عالم غیب کا افضل ہوتا ہے۔

آپ بتائیے کوئی کسی کو دیکھ کر محبت کر رہا ہے اور ایک آدمی بغیر دیکھے ہی لے یاد کر کے رو رہا ہے ہم لوگوں نے کبھی اللہ کو دیکھا؟ نہیں لیکن بتاؤ اللہ کو یاد کر کے روتے ہو یا نہیں؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ آپ نے کیسی مخلوق انسان کی بنائی کہ جو بغیر دیکھے آپ کو یاد کر رہی ہے۔ فدا ہو رہے ہیں شہید ہو رہے ہیں روزہ رکھ رہے ہیں نماز کر رہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ کہ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ کیسی مخلوق ہے کہ بیوی بچے ہیں اور تمام فکر آٹا چاول کی ہو رہی ہے اور یہ ہزاروں فکر کے باوجود اللہ کو یاد کرتے ہیں

جب کہ ہمیں کوئی فکر نہیں لہٰذا ان کا ذکر فضل ہے ہمارے ذکر سے۔ اس لیے ہمارے ذکر کے وقت فرشتے ہمیں گھیر لیتے ہیں۔ جیسے اس وقت اللہ کا ذکر ہو رہا ہے تو ان شاء اللہ فرشتوں نے ہمیں گھیر لیا ہے آسمان تک اور جب فرشتوں کا ماحول ملے گا تو ہمارے اندر فرشتوں کے اثرات نہیں آئیں گے؟ اس لیے بزرگوں نے نصیحت کی ہے کہ جہاں اللہ والے رہتے ہوں جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہو وہاں جاؤ ان شاء اللہ تمہاری اصلاح ہو جائے گی تمہارے اخلاق فرشتوں جیسے ہو جائیں گے کیونکہ فرشتوں میں رہو گے تو فرشتوں جیسے اخلاق آئیں گے۔

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مظاہر علوم میرے شیخ کے اُستاد یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعد آپ سے غافل نہیں

اور ایک شعر اور پڑھتے تھے نظر کی حفاظت کے بارے میں چونکہ مولانا خود بھی بہت حسین اور عاشق مزاج تھے۔ عاشقوں کو بہت زیادہ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے مگر ان کا مشاہدہ بھی قوی ہوتا ہے جس کا مجاہدہ قوی ہوتا ہے اس کا مشاہدہ بھی قوی ہوتا ہے۔ تو فرماتے ہیں ؎

عشقِ بتاں میں اسعد کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خوابگاہیں

اے اسعد تم حسینوں کے عشق میں آرام تلاش کرتے ہو اور جنت کے مزے دوزخ میں تلاش کرتے ہو۔

ہتھوڑے دِل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے

بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

آج نوے فیصد لوگ پاگل خانہ میں اسی نظر کی حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے بے چین سے رہنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ صرف اللہ کی یاد ہی سے تم کو چین ملے گا۔

اللہ کی یاد کی مثال

اللہ کی یاد کی مثال قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں دیتے ہیں کہ جیسے مچھلی پانی میں ہوتی ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ میں جو با ہے یہ با معنی میں مصاحبت کے نہیں کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ چین ملتا ہے۔ بلکہ با معنی فی ہے کما ان السمکۃ تطمئن فی الماء جیسے مچھلی جب پانی میں ڈوب جاتی ہے کہ اوپر نیچے دائیں بائیں سب پانی ہو تب اس کو چین ملتا ہے۔ اگر مچھلی کا صرف ایک انچ سر پانی سے کھلا رہ جائے تو چین نہیں پائے گی

لہٰذا دوستو، جب ہم اللہ کی یاد میں ڈوب جائیں گے جب آنکھیں بھی ذاکر ہوں کان بھی ذاکر ہوں جسم کا کوئی عضو نافرمانی میں مبتلا نہ ہو تو سمجھ لو کہ ذکر میں ڈوب گئے اب دل کو اطمینان کامل نصیب ہوگا لیکن اگر آنکھیں بدنظری میں مبتلا ہیں تو اللہ کے قرب کے دریا سے خارج ہیں۔ ایک گناہ دل کو بے چین کر دے گا۔ تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جیسے اہل یورپ، سوئٹزرلینڈ وغیرہ واٹر پروف گھڑیاں بناتے ہیں چاروں طرف پانی ہوتا ہے مگر گھڑی میں ایک قطرہ پانی بھی نہیں گھستا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ اپنے ذاکرین کے دل کو پریشانی سے محفوظ رکھتے ہیں مگر ذاکرین سے مراد ذکر مثبت اور ذکر منفی والے ہیں یعنی جو اللہ کے احکام کی تعمیل بھی کرتے ہوں اور گناہ سے بھی بچتے ہوں

دونوں ضروری ہیں۔

اللہ کے دو حق

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ عبادت تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا حق ہے مگر گناہ سے بچنا اللہ تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے۔ یاد کر لینا اس نکتہ کو پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ کئی برس کے ارادوں کے بعد حاضری ہوئی ہے۔ پوچھو مولانا محمد ایوب صاحب سے کہ بیت اللہ میں یہ ہم کو انگلینڈ کی حاضری کی دعوت دیا کرتے تھے مگر میرا ارادہ مُراد تک نہیں پہنچتا تھا اب ایسے اسباب اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دیئے کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ لہٰذا حق دو ہیں ایک محبت کا حق ایک عظمت کا حق۔ محبت کا حق ہے نماز، روزہ، زکوٰۃ حج اور جو بھی احکام ہیں اور اللہ کی عظمت کا حق یہ ہے کہ ہم ان کو ناراض نہ کریں۔

اہل اللہ کی صحبت

لیکن اللہ کی ناراضگی سے بچنے کے لیے اور تقویٰ کے لیے جب تک ہم اللہ والوں کی اور اہل تقویٰ کی صحبت اختیار نہیں کریں گے ہمت نہیں ہوگی۔ یہ نسخہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے عبادت کرنا آسان ہے لیکن تقویٰ اختیار کرنا اور گناہ چھوڑنا جب تک تقویٰ والوں کے ساتھ نہ رہو گے گناہ چھوڑنے کی ہمت نہیں پاؤ گے۔ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح المعانی میں فرمائی ہے کہ اللہ والوں کے ساتھ رہو تاکہ تقویٰ والے ہو جاؤ۔ عبادت سے ولی اللہ نہیں ہو سکتے جب تک تقویٰ نہ ہو۔ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ جب تک متقی نہیں بنو گے ہم تم کو ولی نہیں بنائیں گے لاکھوں حج کر لو لیکن جب تک گناہ نہیں چھوڑو گے ہمارے ولی نہیں ہو سکتے ہماری ولایت حج عمرہ اور تسبیحات سے نہیں تقویٰ سے ملے گی اور تقویٰ ملے گا اہل تقویٰ کی

صحبت سے۔

اہل اللہ کے پاس کتنا رہے؟

لیکن کتنا رہے اللہ والوں کے پاس روح المعانی میں لکھا ہے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر میں خالطوھم لتکونوا مثلھم اتنے دن رہو اللہ والوں کے پاس کہ تم بھی ان ہی جیسے ہو جاؤ۔ دیکھئے نمک کی کان میں ایک گدھا گر گیا کچھ دن بعد وہ نمک بن گیا، صحبت کا اثر ہوا یا نہیں؟ تو اگر ہم نالائق بھی ہیں، انسانیت کے لحاظ سے پست ہیں لیکن ان شاء اللہ تعالےٰ تفسیر روح المعانی کی روشنی میں عرض کرتا ہوں کہ کسی اللہ والے کے پاس کچھ دن رہ لو گے تو ہمارا نالائق نفس لائق ہی نہیں ولی اللہ بھی ہو جائے گا۔ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا لہٰذا بغیر معیت صادقین کے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔

ایک شرط

مگر ایک شرط ہے۔ گدھا نمک کب بنتا ہے؟ جب تک سانس لیتا رہتا ہے اس وقت تک نمک نہیں بنتا گدھے کا گدھا ہی رہتا ہے۔ جب مر جاتا ہے تب بنتا ہے ایسے ہی نفس کو جب مٹا دو گے تب ولی اللہ بنو گے۔ جب تک ہم نفس کو زندہ رکھیں گے نالائق ہی رہیں گے۔ گدھا سانس لیتا رہے اور نہ مرے تو نمک نہیں بنے گا۔ مگر مٹانا بھی اللہ والوں کی صحبت میں رہنے ہی سے نصیب ہو گا۔

شیخ مضبوط ہو

مولانا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ چائے میں چینی خود گھلتی ہے یا مٹانا پڑتا ہے؟ مٹانا پڑتا ہے۔ اچھا مرغی کے پر سے مٹاؤ تو مٹ جائے گی؟ نہیں! اور موم بتی سے

مٹاؤ گے تو موم بتی خود گھل جائے گی۔ لہٰذا مٹانے والا شیخ تگڑا ہونا چاہیے قوی النسبت ہو، صاحب نسبت ہو۔ لوہے کا چمچہ ہو جو کھڑکھڑ کر کے گھول دے۔ شیخ کو ڈانٹ ڈپٹ بھی کرنی چاہیے جب چینی گھل جاتی ہے پھر پینے میں مزہ آتا ہے یا نہیں؟ ایسے ہی جب نفس مٹ جاتا ہے تب اللہ کی محبت کا مزہ آتا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ

بڑے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اے مولوی حضرات، اے علماء حضرات مدرسوں سے نکل کر فوراً مسجد کے منبر پر مت بیٹھو۔ کچھ دن اللہ والوں کی صحبت میں رہ لو۔ اخلاص، احسان حاصل کرلو پھر ان شاء اللہ تمہارا منبر ہوگا جب دردِ دل عطا ہو جائے گا تو منبر تمہارا ہوگا۔ اشکبار آنکھوں سے تڑپتے ہوئے دل سے تمہارا بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ زلزلہ پیدا ہو جائے گا، تڑپو گے اور تڑپاؤ گے لیکن اگر دردِ دل نہ ہوگا تو باتوں میں بھی اثر نہ ہوگا ؎

انہیں جب چوٹ ہی کھائی تو زخمِ دل دکھاؤں کیا
نہیں جب کیف و مستی دل میں تو پھر گنگناؤں کیا

اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر چین نہیں۔

غم پروف دل

آپ کہیں گے کہ اگر ایک شخص غم و پریشانی میں مبتلا ہے تو اللہ کی یاد سے کیسے چین نصیب ہوگا؟ میں یہی عرض کرتا ہوں کہ اہلِ مغرب، اہلِ یورپ، سوئٹزرلینڈ وغیرہ اگر واٹر پروف گھڑی بنا سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کے دل کو غم پروف رکھ سکتے ہیں۔ ہزاروں غم ہوں گے لیکن دل میں غم نہیں گھسے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں لیکن

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ان کے غم کو بھی لذیذ کر دیتا ہے جیسے شامی کباب مرچے والا کھا کر رو رہا ہے یا نہیں ؟ لیکن ذرا اس سے پوچھو کہ بھائی آپ شامی کباب کھاتے وقت کیوں رو رہے ہیں ؟ اگر آپ کو تکلیف ہے تو یہ کباب ہم کو دے دیجئے تو وہ کیا کہے گا ارے بے وقوف یہ آنسو مزے کے ہیں تکلیف کے نہیں ہیں تو اللہ والا روتا ہوا بھی نظر آئے تو تسلیم و رضا کی لذت سے اس سے پوچھو کہ اس کے قلب کا کیا عالم ہے۔

غم میں چین کیسے ؟

اب آپ کہیں گے کہ غم و پریشانی میں کیسے چین ملے گا۔ اس پر میرا ایک شعر اس کی تعبیر کرتا ہے ؎

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال

اس سے پہلے میرا ایک اور شعر سُن لیجئے ؎

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اور علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

اے خُدا اگر تیرے غم کا ایک ذرہ مل جائے تو دونوں جہان کے غم سے ان شاء اللہ نجات مل جائے گی۔ اللہ کی محبت کے درد کا ایک ذرہ اتنا قیمتی ہے کہ آسمان و زمین سُورج و چاند وزارتِ عظمیٰ کی کرسیاں، بادشاہوں کے تخت و تاج اس کی قیمت ادا نہیں کر سکتے۔ اللہ کی محبت کا درد معمولی چیز ہے ؟ اب دوسری مثال سنئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صدمہ و غم میں خوشی کس طرح حاصل ہوگی اس کی دوسری تعبیر سُنئے ۔

صدمہ و غم میں مرے دل کے تبسم کی مثال
جیسے غنچہ گھرے خاروں میں چٹک لیتا ہے

چاروں طرف کانٹے ہیں لیکن غنچہ ان کانٹوں کے درمیان کھل جاتا ہے یا نہیں ؟ نسیم صبح آتی ہے اور کلیوں کو کانٹوں کے درمیان کھلا دیتی ہے اور پھول کھل جاتا ہے۔ تو نسیم صبح میں تو یہ اثر ہو اور اللہ کی رحمت کی جو ہوائیں اللہ کے عاشقوں پر برستی ہیں ان میں یہ طاقت نہ ہو کہ غموں میں ان کا دل اللہ خوش رکھے۔

غم کیوں؟ غم اس لیے دیتے ہیں کہ اللہ کو بھول نہ جائیں یا دل میں تکبر نہ پیدا ہو جائے۔ اللہ میاں بھی بیلنس رکھتے ہیں اپنے عاشقوں کا۔ زیادہ تعریف سننے سے بیلنس خطرہ میں پڑتا ہے یا نہیں تو کبھی کچھ غم بھیج دیتے ہیں تاکہ میرے بندے کی عبدیت کا زاویہ قائمہ نوے ڈگری سے ذرا سا ادھر اُدھر نہ ہو، بندگی قائم رہتی ہے ورنہ تکبر آسکتا ہے یا نہیں ؟ یہ تو میری تعبیر تھی۔ اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی تعبیر پیش کرتا ہوں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس سے خوش رہتا ہے اور جو بندے زمین پر اللہ کو خوش رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو زمین پر خوش رکھنے کی ضمانت اور کفالت قبول کرتا ہے۔

کیوں صاحب! کوئی بیٹا اپنے ابا کو ہر وقت خوش رکھے ابا اس کو خوش نہیں رکھے گا اپنی طاقت بھر؟ یہاں ابا کمزور بھی پڑ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طاقت میں کوئی کمی نہیں ہو سکتی تو جو بندہ اللہ کو خوش رکھے گا تو کیا اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھنے کی ضمانت قبول نہیں کرے گا ؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سُن لو اے اہلِ دُنیا ؎

گر او خواہد عین غم شادی شود

اگر وہ اللہ چاہے تو غم کی ذات کو خوشی بنا دے۔ ہم لوگ اور یہ سائنس داں تو غم کو ہٹا کر اس کی جگہ خوشی کو لائیں گے لیکن وہ اللہ تعالیٰ قادر ہیں کہ اس غم کی ذات پر رحمت کی نگاہ ڈال دیں اور وہ غم ہی خوشی بن جائے۔ عین بمعنی ذات یعنی خود غم خوشی بن جائے۔

گر او خواہد عین غم شادی شود
عین بند پائے آزادی شود

جو چیز پیر کی بیڑی معلوم ہو رہی ہے، ہر وقت پریشانی میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہی آزادی بنا دیتا ہے۔

دُنیا کے اور اللہ کے غم میں فرق

اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دیکھو بھائی

دنیا کے خوف میں پریشانی ہے، پولیس کے خوف میں پریشانی، سانپ کے خوف میں پریشانی، حاسد سے پریشانی، ظالم ڈاکو سے پریشانی۔ لیکن اللہ کے خوف میں امن ہے، چین ہے اطمینان ہے۔ جو اللہ سے ڈرتا ہے، خوف کے آتے ہی دل میں چین آتا ہے۔ اللہ سے ڈرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پورے عالم سے بے ڈر کر دیتا ہے اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

درج در خوفے ہزاراں ایمنی

اللہ کے ڈر میں ہزاروں امن اور چین و سکون پوشیدہ ہے۔

خوف میں امن کیسے؟

لیکن ایک اشکال ہوتا ہے کہ یہ بتاؤ کہ خوف اور امن متضاد ہیں یا نہیں؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خوب سمجھتا ہوں کہ کچھ لوگ مجھے اعتراض کی نظر سے دیکھ رہے ہیں مولانا رومی یہ اعلان کر رہے ہیں کہ خدا سے خوف کرنے اور ڈرنے والوں کو اللہ تعالیٰ امن وسکون بھی دیتا ہے۔ سارے عالم سے بے خوف کر دیتا ہے تو خوف و امن میں تضاد ہے یا نہیں اور اجتماع ضدین محال ہے یا نہیں؟

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس فلسفیانہ اعتراض سے تم ہم کو دیکھ رہے ہو ہم تمہاری آنکھوں میں اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کرتے ہیں اس لیے دوسرا مصرعہ سنئے

در سواد چشم چندیں روشنی

تمہاری آنکھ کی سیاہ پتلی میں نور کا خزانہ رکھا ہے۔ روشنی اور سیاہی میں تضاد ہے یا نہیں؟ تو جب آنکھ کی کالی پتلی میں نور کا خزانہ اللہ نے رکھ دیا تو اللہ تعالےٰ اس پر بھی قادر ہیں کہ اپنے خوف والوں کو امن وسکون بخش دیں۔

امن کہاں ہے؟

تو میں عرض کر رہا تھا اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ دل کا چین اللہ کے ذکر میں ہے اور کہیں بھی نہیں۔ میں بتاتا ہوں کہ اس وقت مسجد کے اندر مسافر ہوں آپ سے مخاطب ہوں اور قسم کھا کر آپ سے کہتا ہوں کہ واللہ چین اور سکون نہ قالینوں میں ہے نہ ایئر کنڈیشنوں میں ہے نہ بریانیوں میں ہے نہ پونڈ کی گڈیوں میں ہے، نہ وزارت عظمیٰ کی کرسیوں میں ہے نہ سلاطین کے تخت وتاج میں ہے اگر چین ہے تو اللہ کے نام میں ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

خدا کی یاد میں بیٹھے جو سب سے بے غرض ہو کر
تو اپنا بوریا بھی پھر ہمیں تختِ سلیماں تھا

اور میں نے ایرکنڈیشنوں میں خودکشی کرتے ہوئے پایا ہے۔ کروڑوں روپیہ والوں کو خودکشی کرتے ہوئے پایا ہے لیکن کسی اللہ کے ولی سے آج تک خودکشی ثابت نہیں۔ یہ دلیل کیا معمولی ہے؟ اللہ کی رحمت کا سایہ اللہ والوں پر رہتا ہے کچھ بھی ہو ان کا دل غم پروف رہتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اس کو اپنی تعبیر میں فرماتے ہیں ؎

آں یکے در کنج مسجد مست و شاد
واں یکے در باغ ترش و نامُراد

ایک شخص مسجد کی ٹوٹی چٹائی پر اللہ اللہ کر رہا ہے اور مست و خوش ہو رہا ہے اور دوسرا شخص باغ میں ہے پھولوں میں ہے مگر رو رہا ہے۔ پھولوں میں اس کے دل میں کانٹے گھسے ہوئے ہیں۔ اللہ چاہے تو پھولوں میں رُلا سکتا ہے اور کانٹوں میں ہنسا سکتا ہے۔ تو دوستو دُنیا میں کہیں چین نہیں۔ اگر چین ہے تو اللہ کو راضی کرنے میں ہے مگر ذکر سے مُراد دونوں ذکر ہیں۔ اللہ کو راضی بھی رکھیے اور اس کی ناراضگی سے بھی بچیئے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اتنی مزے دار زندگی گذرے گی کہ سلاطین کو اس کا تصور بھی نہ ہو سکے گا۔

(دوران بیان حضرت والا نے وقت پوچھا عرض کیا گیا کافی وقت باقی ہے اس پر فرمایا کہ جب وقت ہو جائے تو ہمیں بتا دینا اس لیے کہ تقریر کے وقت میں کیا بتاؤں اللہ تعالیٰ کی کیا رحمت برستی ہے جس دردِ محبت کو میں پیش کرتا

ہوں مجھے کچھ ہوش نہیں رہتا کہ میں کہاں ہوں)

ترے جلووں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھدی
زبان بے نگہ رکھدی نگاہ بے زباں رکھدی

تو اللہ تعالیٰ کے نام میں کیا لذت ہے ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم بے وقوف ہو مٹھائی کی دکان پر کھڑے ہوئے بھیک منگے بنے ہو۔ ارے جاؤ تسبیح اُٹھاؤ ۔ اللہ کا نام لو۔ جو شکر پیدا کر سکتا ہے اس کی مٹھاس کا کیا عالم ہوگا۔

اے دل ایں شکر خوشتر یا آں کہ شکر سازد

اے دل یہ چینی اور شکر زیادہ میٹھی ہے یا شکر کا پیدا کرنے والا زیادہ میٹھا ہے

اے دل ایں قمر خوشتر یا آں کہ قمر سازد

اے دل یہ چاند جیسے چہرے زیادہ حسین ہیں یا جو چاند بنانے والا ہے لیلیٰ کو نمک دینے والا ہے جس سے مجنوں پاگل ہوا ۔ جو تمام دنیا کی لیلاؤں کو نمک دیتا ہے آہ ذرا الفاظ سنئے غور سے ۔ وہ خالق نمکیات لیلائے کائنات جس کے دل میں آتا ہے وہ مولائے کائنات جب کسی کے دل میں آتا ہے تو ساری لیلائے کائنات سے بے نیاز کر دیتا ہے چاند اور سورج کی روشنی اس کو پھیکی معلوم ہوتی ہے کیونکہ چاند و سورج اپنی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے نور کے محتاج ہیں جس نے انہیں نور دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ خود جس کے دل میں آئیں اس کے نور کا کیا عالم ہوگا ۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھو ۔ فرماتے ہیں ؎

گر تو ماہ و مہر را گوئی خفا
گر تو قد سرو را گوئی دوتا

گر تو کان و بحر را گوئی فقیر
گر تو چرخ و عرش را گوئی حقیر

اے خدا اگر چاند و سورج کو آپ فرمادیں کہ تم بے نور ہو، تمہاری روشنی ہیچ ہے کچھ نہیں ہے تمہاری حقیقت۔ اور اگر سرو کے درخت کو آپ فرمادیں کہ تم ٹیڑھے ہو اگر سونے اور چاندی کے خزانوں کو اور سمندر کے صدف اور موتیوں کو آپ فرمادیں کہ تم فقیر ہو محتاج ہو بھیک منگے ہو تمہاری کوئی حقیقت نہیں اور اگر عرش اعظم اور آسمانوں کو آپ فرمادیں کہ تم حقیر ہو تو ؎

ایں بہ نسبت باکمال تو رواست

آپ کے کمال و عظمت کے مقابلہ میں سب آپ کو روا ہے آپ کے لیے سب زیبا ہے کہ آپ سورج و چاند کو بے نور کہہ دیں اور عرش اعظم اور آسمانوں کو حقیر فرمادیں ؎ ایں بہ نسبت باکمال تو رواست

ملک و اقبال و غنا ہا مر تو راست

کیونکہ سلطنت و عزت آپ کے لیے ہے العظمۃ للہ ساری عظمت اللہ کے لیے ہے۔

اللہ کے نام کی عظمت

دوستو! حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں اللہ کا نام لیتا ہوں اور مست ہوتا ہوں تو دو سلطنت کاؤس اور کے کی ایک جو کے بدلہ میں خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوں یہ ہیں ہمارے اسلاف یہ ہیں ہمارے باپ دادا ؎

چو حافظ گشت بے خود کے شمارد
بیک جو مملکت کاؤس و کے را

حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کے نام کی لذت مجھے ملتی ہے تو کاؤس و کے کی سلطنت کو ایک جو کے بدلے میں نہیں خریدتا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بوئے آں دلبر چو پراں می شود
ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

جب عرشِ اعظم سے اللہ کے نام کی لذت اڑکر زمین پر آتی ہے تو ساری زبانیں حیران ہو جاتی ہیں کہ میں اس کی تعبیر نہیں کر سکتا۔ بس آج کا یہ مضمون پورا ہُوا۔

اب دوسری آیت کریمہ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ کی تفسیر بیان کر کے ختم کرتا ہوں۔

دو مبارک انسان

دوستو! اس دُنیا میں جس نے اللہ کو نہیں پایا اس نے کچھ نہیں پایا، جب جنازہ اُٹھے گا تو ساتھ میں کیا جائے گا کتنی دولت کتنا سونا کتنی چاندی کتنی موٹر کارٹ کتنے موبائل فون لے جاؤ گے کیا ساتھ جاتے گا قبر میں؟ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے پوری دُنیا کے انسانوں میں دو آدمیوں کو مبارک باد پیش کی ہے فرماتے ہیں ؎

اے خوشا چشمے کہ آں گریانِ اوست

مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اللہ کو یاد کرکے رو رہی ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرکے روتے ہیں۔ آہ! دیکھو اللہ والوں کو کہ کیسے لوگوں کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

اے ہمایوں دل کہ آن بریان اوست

بہت مبارک دل ہے وہ جو اللہ کی یاد میں رو رہا ہے اور جل رہا ہے۔

دارالعلوم کیا ہے؟

مولانا شاہ محمد احمد صاحب اعظم گڈھ تشریف لے گئے حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی مصنف عبدالرزاق کے مرتب ومحشی بڑے درجہ کے محدث ہیں جن کا عربوں میں غلغلہ ہے ان کے دارالعلوم میں جب مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تو فرمایا ؎

دارالعلوم دل کے پگھلنے کا نام ہے
دارالعلوم روح کے جلنے کا نام ہے

جس دارالعلوم میں اللہ کی محبت میں تڑپایا نہ جاتا ہو اور اللہ کی محبت نہ سکھاتی جاتی ہو وہ کیا دارالعلوم ہے، وہ بس الفاظ ہیں۔ عشق ومحبت ہونا ضروری ہے اگر کسی جہاز میں اسٹیم نہ ہو تو وہ جہاز اُڑے گا؟ محبت کی اسٹیم ہی ہے جو انسان کو اڑا لے جاتی ہے اور ایک شیخ بھی ہونا ضروری ہے۔

ولی اللہ کیسے بنیں؟

بمبئی میں ایک شخص نے پوچھا کہ ولی اللہ بننے کا نسخہ بتائیے میں نے کہا ابھی ائرپورٹ پر بتاتا ہوں یہ ہوائی جہاز زمین سے بنتا ہے یا آسمان سے آتا ہے؟ سارا مٹیریل زمین کا ہوتا ہے۔ لوہا، تانبا، پیتل وغیرہ سب زمین کا ہے مگر یہ زمین سے ٹیک آف (Take Off) کیسے کرلیتا ہے۔ ایک اسٹیم دوسرا پائلٹ آگے بیٹھا ہوتا ہے اور تیسری ایک اور وجہ ہے کہ اس کی اسٹیم میں کوئی ہتھوڑا نہ مار دے۔ یعنی اسٹیم نہ نکلے بس یہ تین کام کرلو دنیا میں رہتے ہوتے بھی ولی اللہ بن جاؤ گے جب پر میرا ایک

ایک اُردو میں شعر ہے ؎

دُنیا کے شغلوں میں بھی یہ باخُدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جُدا رہے

ہم لوگ بھی زمین کے ہیں۔ تین کام کرلیں۔ ایک اللہ کی محبت کی اسٹیم ہو، دوسرے کوئی اللہ والا اپنا راہنما ہو، مشیر و رہبر ہو، تیسرے ہماری اسٹیم محبت میں کوئی ہتھوڑا نہ مارا جائے۔ مثلاً آنکھ سے بدنظری کرلی۔ تو یہاں سے اسٹیم نکال دی، کان سے گانا سُن لیا تو اسٹیم نکل گئی۔ یہ پانچ ٹونٹیاں لگی ہوئی ہیں (کان، آنکھ، ناک، زبان اور ہاتھ پیر کی) اسٹیم بھری ہو اور ٹونٹیاں بھی بند ہوں تو جہاز چل پڑے گا۔

گناہ سے حفاظت ضروری ہے

جدہ سے مکہ مکرمہ میرے مُرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ائرکنڈیشنڈ کار سے چلے لیکن اندر گرمی تھی۔ کار چلانے والے میرے پیر بھائی حاجی انوار الحق صاحب تھے۔ انھوں نے کہا حضرت کسی طرف کھڑکی کا شیشہ کھلا ہوا ہے تو میری طرف کا شیشہ ہی کھُلا ہُوا تھا۔ بس جلدی سے شیشہ بند کیا اور ٹھنڈک ہوگئی۔ شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ شیشہ کھلا ہوا تھا تو ائرکنڈیشن کام نہیں کر رہا تھا۔ کار گرم تھی اسی طرح بعض لوگ دل میں اللہ کے ذکر کا ائرکنڈیشن چلاتے ہیں مگر آنکھوں اور کانوں کے شیشوں کی حفاظت نہیں کرتے، حواس خمسہ گناہ سے محفوظ نہیں رکھتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ائرکنڈیشن کی ساری کیفیت اِدھر اُدھر تقسیم ہو جاتی ہے اور دل میں ذکر اللہ کی ٹھنڈک نہیں آتی۔

اللہ کی محبت کا پٹرول

ایک اور بات سنئے ۔ جدہ سے ٹینکر آیا بیس ہزار گیلن پٹرول اس پر لدا ہُوا تھا اس نے پانچ گیلن پٹرول ڈلوایا ۔ حضرت والا نے انوار الحق صاحب سے فرمایا کہ اس پر تو ہزاروں گیلن پٹرول لدا ہوا ہے یہ پٹرول کیوں خرید رہا ہے ؟ انوار الحق صاحب نے عرض کیا کہ اس کی پیٹھ پر ہے مگر انجن میں نہیں ہے ۔ اس پر حضرت والا نے مسکرا کر فرمایا کہ جو علماء ظاہر پیٹھ پر علم لادے ہوں گے اور دل میں اللہ کی محبت اور خشیت کا پٹرول نہیں ہو گا تو سمجھ لو ان کا علم پیٹھ پر تو لدا رہے گا مگر نہ خود اس سے فائدہ اُٹھائیں گے نہ امت کو فائدہ پہنچے گا ۔ بتاؤ شیخ کے علوم کیسے ہیں !

صحبتِ شیخ کی ضرورت

تو اللہ والوں کی صحبت سے دل میں محبت اور خشیت پیدا ہوتی ہے صحبت اگر ضروری نہ ہوتی تو اللہ تعالےٰ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں فرماتے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ کہ آپ صبر کر کے صحابہ میں بیٹھئے اور اپنی صحبت کے شرف سے ان کا تزکیہ فرمایئے ۔

مقاصدِ نبوّت

تزکیہ مقاصد بعثت نبوت میں سے ایک مقصد ہے مدارس و مکاتب کا قیام يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ سے ثابت ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ سے دار العلوم کا قیام ثابت ہے وَ يُزَكِّيْهِمْ نفس کا تزکیہ یہ خانقاہوں کا قیام ہے مگر خانقاہ اصلی ہو ۔ جعلی پیر نہ ہو ورنہ وہ خانقاہ نہیں خواہ مخواہ ہے اور وہ شاہ صاحب نہیں سیاہ صاحب ہیں ۔ اللہ والے کیلئے بھی کسی کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے ۔ اب میں آیت کی تفسیر پیش

کرتا ہوں۔

کچھ کام نہ آئے گا

اللہ سُبحانہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن نہ مال کام آئے گا نہ اولاد کام آئے گی عربی کا ایک قاعدہ ہے ان النکرۃ اذا وقعت تحت النفی تفید العموم یعنی جب نفی کے بعد نکرہ آئے تو عموم کا فائدہ ہوگا۔ مال ولا بنون دو نکرہ استعمال فرمائے یعنی مال اور اولاد قیامت کے دن کچھ بھی مفید نہ ہوگا جس پر مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر سُناتا ہوں ؎

مال و اولاد تری قبر میں جانے کو نہیں
تجھ کو دوزخ کی مصیبت سے چُھڑانے کو نہیں
جز عمل قبر میں کوئی بھی ترا یار نہیں
کیا قیامت ہے کہ تو اس سے خبردار نہیں

ہر شخص کا جنازہ یہ کہتا ہے ؎

شکریہ اے قبر تک پہنچانے والو شکریہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

دوسرا جنازہ یہ کہتا ہے ؎

دبا کے قبر میں سب چل دیئے دُعا نہ سلام
ذرا سی دیر میں کیا ہوگیا زمانے کو
آکر قضا باہوش کو بے ہوش کر گئی
ہنگامۂ حیات کو خاموش کر گئی

جب تک زندگی ہے بیٹے کی شادی ہے، بیٹی کی شادی ہے۔ فلاں مکان فلاں دکان۔ میں اس کو منع نہیں کر رہا ہوں لیکن بتلا رہا ہوں کہ آنکھ بند ہوئی اور سب کھیل ختم ہو جائے گا۔

کشتی پانی پر

دنیا کی ساری ضرورتوں کو پورا کرتے ہوئے ہم اللہ کی محبت کو سب پر غالب رکھیں دنیا و آخرت کا امتزاج ہو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا کہ دنیا کو ہم کس طرح ساتھ لے کر چلیں جیسے کشتی پانی کے اُوپر رہتی ہے تو کشتی چلتی ہے لیکن اگر پانی کشتی کے اندر گھس جاتے تو کشتی ڈوب جاتی ہے۔ اگر دُنیا نیچے رہے اور اللہ کی محبت و آخرت غالب رہے تو بہترین آخرت رہے گی کیونکہ وہ دُنیا آخرت کے کام آئے گی لیکن اگر دنیا کا پانی آخرت کی کشتی میں گھس گیا تو وہی پانی جو کشتی کے چلنے کا ذریعہ تھا کشتی کو ڈبو دے گا۔

آب در کشتی ہلاک کشتی است

آب اندر زیر کشتی پشتی است

پانی کشتی کے اندر آجائے تو کشتی ہلاک ہو جائے گی اور پانی کشتی کے نیچے ہے تو کشتی چلتی رہتی ہے۔

دُنیا مطلق بُری نہیں

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دُنیا کو مطلق بری نہ کہو کہتے ہیں کہ دنیا پر لات مارو دُنیا پر لات مارو لیکن اگر تین وقت کھانا نہ ملے تو مارنے کے لیے لات بھی نہ اٹھے گی۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا وہ بری ہے جو ہمیں نافرمانی میں مبتلا کر دے وان جعلت الدنیا ذریعۃ الاخرۃ و وسیلۃ لھا فھی نعم المتاع اور اگر دُنیا کو

آخرت کا ذریعہ بناؤ تو دنیا بہترین متاع ہے۔

اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ مگر جو قلب سلیم اللہ تعالےٰ کے یہاں پیش کرے گا جنت قیامت کے دن بغیر عذاب اسی کو ملے گی۔ بغیر حساب بخشا جائے گا۔ اب قلب سلیم کیسے ہوگا۔ اس کے پانچ راستے علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے اس کوشش کر کے ہم فیصلہ کرلیں کہ ہمارا قلب سلیم ہے یا نہیں؟

قلب سلیم کے پانچ راستے

(۱) الذی ینفق مالہ فی سبیل البر جو اللہ کے راستے میں مال خرچ کرتا ہے۔ چونکہ اسے یقین ہے کہ وہاں ملے گا، خرچ نہیں ہو رہا بلکہ اللہ کے یہاں جمع ہو رہا ہے۔

اولاد کی تربیت

(۲) الذی یرشد بنیہ الی الحق جو اپنی اولاد کو بھی نیک بنائے۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے دعا مانگی رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ اے اللہ ہمیں مسلمان بنا دیجئے کیا وہ مسلمان نہیں تھے؟ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فرماتے ہیں کہ مسلمان تھے اب مزید اسلام میں ترقی ہو، ایمان بڑھ جائے۔ بڑھیا مسلمان بن جائیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل ہو کیونکہ ایمان کی دو قسم ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:-
لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِہِمْ ایمان پر ایمان کا اضافہ کیسے ہو۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ایمان موروثی عقلی استدلالی ہے وہ ایمان ذوقی حالی وجدانی میں تبدیل ہو جائے۔ یہ ہے زیادت ایمان۔ آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ معلوم ہوا کہ اولاد کو نیک بنانے کی دعا اور فکر کرنا پیغمبرانہ ذوق ہے تو قلب سلیم یہ ہے کہ اپنی اولاد کی

تربیت کی بھی فکر کرے۔ یہ نہیں کہ ابا تو ہر وقت مسجد میں ہے اللہ اللہ کر رہا ہے بیٹے ٹی وی اور سینما دیکھ رہے ہیں۔ کوئی فکر نہیں۔ انہیں رو کو دو رکعت پڑھ کر بیٹے کو ہاتھ جوڑ کرے جاؤ، گلاب جامن کھلاؤ، پیسہ دو کہ بیٹا آج تبلیغی جماعت میں چلے چلو۔ ایک چلہ لگا لو۔ یا کوئی اللہ والے بزرگ آتے ہیں یا بزرگوں کے غلام آتے ہیں ان کے پاس لے جاؤ۔ یہ بتاؤ کہ اگر ان کو کوئی بیماری لگ جائے تو بزرگوں کے پاس جھاڑ پھونک کے لیے لے جاتے ہو یا نہیں مگر روحانی بیماری کے لیے اللہ والوں کے پاس لے جانے کی کوئی فکر نہیں ہے کہ خدا کا کچھ خوف پیدا ہوا جائے تو بیماری بھی ختم ہو جاتے۔

غلط عقیدوں سے پاکی

۳ الذی یکون قلبہ خالیاعن العقائد الباطلہ جس کا دل باطل عقیدوں سے پاک ہو۔ ایسا عقیدہ نہ ہو کہ پیروں سے بیٹا وغیرہ مانگنے لگے۔

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
مرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تو مانگتا ہے اولیاء سے

اور سنت کے خلاف جو پیر چلے اگر وہ ہوا پر اڑتا ہو تو اس کو شیطان سمجھو۔

ترک سنت جو کرے شیطان گن

اپنا ایک شعر یاد آگیا ہے پیش کیے دیتا ہوں۔

وہ مالک ہے جہاں چاہے تجلی اپنی دکھلائے
نہیں مخصوص ہے اس کی تجلی طورِ سینا سے

اس سے پہلے ایک اور شعر ہے جو اچانک یاد آ گیا سناتے دیتا ہوں ؎

بہت روئیں گے کر کے یاد اہل مے کدہ مجھ کو
شراب درد دل پی کر ہمارے جام و مینا سے

یہ بطور جملہ معترضہ کے ہے، یاد آ گیا اس کو روک نہیں سکتا۔ جیسے کھاتے کھاتے اچانک مرنڈا یا سیون اپ آ جائے تو کیا اس کو نہیں پیتے؟

اگر کوئی پیر فقیر کرامت دکھا دے ہوا پر اڑنے لگے مگر داڑھی نہیں رکھتا نماز نہیں پڑھتا، سنت کے خلاف زندگی ہے، اس کو ولی اللہ سمجھنا جائز نہیں خلاف شرع امور کو قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھنا کفر ہے۔

خواہشات کا غلبہ نہ ہو

(۴) الذی یکون قلبہ خالیا عن غلبۃ الشہوات جس کا دل شہوتوں کے غلبہ سے پاک ہو شہوت تو رہے کہ بیوی کا حق ادا کر سکے ہاں کافور کی گولی بھی نہ کھا لے کہ بیوی کے قابل بھی نہ رہے اور اتنا او ور فل شہوت بھی نہ ہو کہ کسی کی تمیز ہی نہ رہے۔ ہر ایک کو تانک جھانک کرنے لگے۔ دل غلبۂ خواہش سے پاک ہو یعنی دل خواہش پر غالب ہو، جہاں حلال ہو وہاں ٹھیک ہے۔ جہاں حرام دیکھا بس اللہ کی پناہ مانگے اور وہاں سے بھاگے۔ خواہشات سے مغلوب نہ ہو۔

غیر اللہ سے دل پاک ہو

(۵) الذی یکون قلبہ خالیا عما سوی اللہ جس کا دل ماسوی اللہ سے خالی ہو۔ یعنی بیوی بچوں اور مال و دولت پر اللہ کی محبت غالب آ جائے جس کو جگر مراد آبادی آل انڈیا شاعر نے کہا تھا ؎

میرا کمال عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانہ پہ چھا گیا

اس کو خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور ذکر کے وقت یہ شعر پڑھتے تھے

دل مرا ہو جائے ایک میدان ہُو
تو ہی تو ہو تو ہی تو ہو تو ہی تو
اور مرے تن میں بجائے آب و گل
درد دل ہو درد دل ہو درد دل
غیر سے بالکل ہی اُٹھ جائے نظر
تو ہی تو آئے نظر دیکھوں جدھر
ترے جلوؤں کے آگے ہمت شرح و بیاں رکھ دی
زبان بے نگہ رکھ دی نگاہ بے زباں رکھ دی

جو کچھ ہو سارے عالم میں ذرہ ذرہ میں اللہ تعالےٰ نظر آئے۔ اگر اللہ مل جائے، دل باخدا ہو جائے تو آنکھیں بھی باخدا ہو جاتی ہیں۔ جیسا دل ہوتا ہے ویسی ہی آنکھ ہوتی ہے۔ ابوجہل کا دل خراب تھا اس لیے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمیز اور پہچان نہیں ہو سکی۔ اللہ والوں کو بھی پہچاننے کے لیے اللہ تعالےٰ دل میں بینائی اور بصیرت عطا کرتا ہے۔

بس یہ پہلا مضمون ہے۔ لندن کی سرزمین پر اختر کی یہ پہلی گذارشات ہیں معروضات ہیں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائیں۔ بس اب دُعا کیجیے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اس لیے ہر شخص کو موت سے قبل اپنی فائل یعنی معاملات کو دُرست کر لینا چاہیے، حضرت عبداللہ بن عمؓر فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے سوال کیا یا رسول اللہؐ سب سے زیادہ سمجھ دار آدمی کون ہے ؟ فرمایا کہ جو موت کے لیے ہر وقت تیاری میں مشغول رہتا ہے اور جو موت کو کثرت سے یاد رکھتا ہو ۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ ایک مرتبہ ایک جنازہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور قبرستان میں پہنچ کر علیحدہ ایک جگہ بیٹھ کر سوچنے لگے کسی نے عرض کیا امیرالمومنین آپ اس جنازہ کے ولی تھے آپ ہی علیحدہ بیٹھ گئے، فرمایا ہاں مجھے ایک قبر نے آواز دی اور مجھ سے یوں کہا کہ اے عمر بن عبدالعزیزؒ تو مجھ سے یہ نہیں پوچھتا کہ مَیں ان آنے والوں کے ساتھ کیا کیا کرتی ہوں؟ مَیں نے کہا ضرور بتا۔ اس نے کہا کہ ان کے کفن پھاڑ دیتی ہوں، بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہوں خون سارا چوس لیتی ہوں گوشت سارا کھا لیتی ہوں اور بتاؤں کہ آدمی کے جوڑوں کے ساتھ کیا کرتی ہوں، مونڈھوں کو بانہوں سے جُدا کر دیتی ہوں اور بانہوں کو پہنچوں سے جُدا کر دیتی ہوں، اور سُرینوں کو بدن سے جُدا کر دیتی ہوں اور سُرینوں سے رانوں کو جُدا کر دیتی ہوں اور رانوں کو گھٹنوں سے اور گھٹنوں کو پنڈلیوں سے پنڈلیوں کو پاؤں سے جُدا کر دیتی ہوں۔ یہ فرما کر عمر بن عبدالعزیزؒ رونے لگے اور فرمایا دنیا کا قیام بہت ہی تھوڑا ہے اور اس کا دھوکہ بہت زیادہ ہے اس میں جو عزیز ہے وُہ آخرت میں ذلیل ہے اس میں جو دولت والا ہے وُہ آخرت میں فقیر ہے اس کا جوان بہت جلد بوڑھا ہو جائے گا، اس کا زندہ بہت جلد مر جائے گا اس کا تمہاری طرف متوجہ ہونا تم کو دھوکہ میں نہ ڈال دے حالانکہ تم دیکھ رہے ہو کہ یہ کتنی جلدی منہ پھیر لیتی ہے اور بیوقوف وُہ ہے جو اس کے دھوکہ میں پھنس جائے۔ کہاں گئے اسکے دلدادہ جنہوں نے بڑے بڑے شہر آباد کیے، بڑی بڑی نہریں نکالیں بڑے بڑے باغ لگائے اور بہت تھوڑے دن رہ کر سب چھوڑ کر چل دیے وُہ اپنی صحت اور تندرستی سے دھوکہ میں پڑے کہ صحت کے بہتر ہونے سے ان میں نشاط پیدا ہوا اور اس سے گناہوں میں مبتلا ہوئے، وُہ لوگ خدا کی قسم دُنیا میں مال کی کثرت کی وجہ سے قابلِ رشک تھے باوجودیکہ مال کے کمانے میں ان کو رکاوٹیں

پیش آتی تھیں مگر پھر بھی خوب کماتے تھے ان پر لوگ حسد کرتے تھے لیکن وُہ بے فکر مال کو جمع کرتے رہتے تھے اور اس کے جمع کرنے میں ہر قسم کی تکلیف بخوشی برداشت کرتے تھے لیکن اب دیکھ لو کہ مٹی نے ان بدنوں کا حال کیا کر دیا ہے اور خاک نے ان کے بدنوں کو کیا بنا دیا۔ کیڑوں نے ان کے جوڑوں اور ان کی ہڈیوں کا کیا حال بنا دیا۔ وُہ لوگ دُنیا میں اونچی اونچی مسہریوں اور اونچے اونچے فرش اور نرم نرم گدّوں پر نوکروں اور خادموں کے درمیان آرام کرتے تھے، عزیز و اقارب رشتہ دار اور پڑوسی ہر وقت دلداری کو تیار رہتے تھے لیکن اب کیا ہو رہا ہے آواز دے کر ان سے پوچھ کہ کیا گزر رہی ہے؟ غریب امیر سب ایک میدان میں پڑے ہوتے ہیں ان کے مالدار سے پوچھ کہ اس کے مال نے کیا کام دیا ان کے فقیر سے پوچھ کہ اس کے فقر نے کیا نقصان دیا ان کی زبان کا حال پوچھ جو بہت چہکتی تھی ان کی آنکھوں کو دیکھ کہ دنیا میں وہ ہر طرف دیکھتی تھیں ان کی نرم نرم کھالوں کا حال دریافت کر ان کے خوب صورت اور دلربا چہروں کا حال پوچھ کہ کیا ہوا ان کے نازک بدن کو معلوم کر کہاں گیا اور کیڑوں نے کیا حشر کیا؟ افسوس صد افسوس اے وہ شخص جو آج مرتے وقت اپنے بھائی کی آنکھ بند کر رہا ہے، اپنے بیٹے، اپنے باپ کی آنکھ بند کر رہا ہے ان میں سے کسی کو نہلا رہا ہے اور کسی کو کفن دے رہا ہے کسی کے جنازے کے ساتھ جا رہا ہے کسی کو قبر کے گڑھے میں ڈال رہا ہے کل کو تجھے یہ سب کچھ پیش آنا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

یوں تو دُنیا دیکھنے میں کس قدر خوش رنگ تھی
قبر میں جاتے ہی دُنیا کی حقیقت کھل گئی

حضرت اقدس مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

عارفانہ کلام

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

جاں بازی عشق

جان دے دی میں نے ان کے نام پر
عشق نے سوچا نہ کچھ انجام پر

انجامِ حسنِ فانی

دوستو مرنا نہ ان گلفام پر
خاک ڈالو گے انہیں اجسام پر

فنائیتِ حسن و عشق

اُن کا چراغِ حسن بجھا یہ بھی بجھ گئے
بلبل ہے چشم نم گل افسردہ دیکھ کر

چہرہ کا جغرافیہ بدلنے سے عشقِ فانی کا زوال

اُدھر جغرافیہ بدلا اِدھر تاریخ بھی بدلی
نہ اُن کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی

ہتھوڑے دل پہ ہیں مغزِ دماغ میں کھونٹے
بتاؤ عشقِ مجازی کے مزے کیا لوٹے

نزولِ سکینہ بر قلبِ عارف

میرے پینے کو دوستو! سُن لو
آسمانوں سے مے اُترتی ہے

اس میکدۂ غیب سے کیا جام مِلا ہے
بے دُور مجھ سے دوستو دُنیائے تفکر

گر خدا چاہے تو پہلے عاشقِ ابرار ہو

عشق کا اے دوستو! ہم سب کا یہ معیار ہو
متبعِ سُنّت ہو اور بدعت سے بھی بیزار ہو

اتباعِ سُنّتِ نبوی سے دل سرشار ہو
نورِ تقویٰ سے سراپا حاملِ انوار ہو

عاشقِ کامل کی بس ہے یہ علامت کاملہ
جاں فدا کرنے کو ہر دم سر بکف تیار ہو

عشقِ سُنّت کی علامت ہر نفس سے ہو عیاں
خواہ وہ رفتار ہو، گفتار ہو، کردار ہو

صحبتِ مُرشد سے نسبت تو عطا ہوگی مگر
اجتنابِ معصیت ہو ذکر کی تکرار ہو

عشقِ کامل کی علامت یہ سُنا کرتا ہوں میں
آشنائے یار ہو بیگانۂ اغیار ہو

ہے یہی مرضی خُدا کی، ہم مِٹا دیں نفس کو
گرچہ وہ سارے جہاں کا بھی کوئی سردار ہو

اُس کی صحبت سے نہیں کچھ فائدہ ہوگا کبھی
بے عمل کوئی محبت کا علمبردار ہو

جب کسی بندہ پہ ہوتا ہے خدا کا فضلِ خاص
دم میں وہ ذُوالنّور ہوگا گرچہ وہ ذُوالنّار ہو

عُمر بھر کا تجربہ اختؔر کا ہے یہ دوستو
گر خدا چاہے تو پہلے عاشقِ ابرار ہو